مومنین کے لئے خوشخبری

Whatsapp پر دینی معلومات جیسے کہ عقائد،

اخلاقیات، درس قرآن

فقہی مسائل، "خواتین کے مخصوص مسائل"

وظیفے، میمبرز کے فقہی سوالات، جو وہ الگ سے پوچھ سکتے ہیں

کلمات امیر المومنینؑ از نہج البلاغہ، احادیث معصومینؑ

ہر مناسبت کے حوالہ سے اعمال

دعائیں اور دیگر دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے قرآن و

عترت کے گروپ کو جوائن کریں۔

قرآن و عترت اکیڈمی کے گروپ میں شامل ہونے کے لئے ان

میں سے کسی ایک پر کلک کریں۔

تمام گروپ میں مشترکہ نشریات بھیجی جاتی ہیں اسلئے ایک سے زائد
گروپ میں شامل نہ ہوں تاکہ دوسری بھی شامل ہو کر استفادہ کر
سکیں۔

قرآن و عترت اکیڈمی کے دینی ویڈیوز Youtube پر دیکھنے کے لئے

ہمارے Youtube channel کو Subscribe کریں

اسلامی گرافکس کے لئے Instagram پر Follow کریں

اور ہماری Facebook Page کو Like کریں

مختصر سیرت امام موسی کاظم علیہ السلام

مصنف: علامہ نجم الحسن کراروی

فہرست

فہرست 5
حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام 6
آپ کی ولادت باسعادت 6
اسم گرامی، کنیت، القاب 7
لقب باب الحوائج کی وجہ 7
باشاہان وقت 9
نشوونمااور تربیت 10
آپ کے بچپن کے بعض واقعات 11
حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی امامت 14
حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے بعض کرامات 17
واقعہ شقیق بلخی 17
حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے اخلاق وعادات اوشمائل واوصاف 21
خلیفہ ہارون الرشید عباسی اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام 25
ہارون الرشید کاپہلاحج اورامام موسی کاظم علیہ السلام کی پہلی گرفتاری 27
قیدخانہ سے آپ کی رہائی 30
امام موسی کاظم علیہ السلام اور علی بن یقطین بغدادی 31
علی ابن یقطین کوالٹاوضو کرنے کاحکم 33
وزیراعظم علی بن یقطین کوامام موسی کاظم کی فہمایش 34
امام موسی کاظم اور فدک کے حدوداربعہ 35
امام موسی کاظم علیہ السلام کے دوبارہ گرفتاری 36
امام علیہ السلام کاقیدخانہ میں امتحان اور علم غیب کامظاہرہ 42
حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی شہادت 43
تعداداولاد 45

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام

آپ کی ولادت باسعادت

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام بتاریخ ۷/ صفرالمظفر ۱۲۸ھ مطابق ۷۴۵ء یوم شنبہ بمقام ابواجومکہ اورمدینہ کے درمیان واقع ہے پیدا ہوئے (انوارالنعمانیہ ص ۱۲۶، واعلام الوری ص ۱۷۱، جلاء العیون ص ۲۶۹، شواہدالنبوت ص ۱۹۲، روضۃالشہداء ص ۴۳۶)۔

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی آپ نے ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر آسمان کی طرف رخ کیااور کلمہ شہادتین زبان پر جاری فرمایا آپ نے یہ عمل بالکل اسی طرح کیا، جس طرح حضرت رسول خدا صلعم نے ولادت کے بعد کیا تھاآپ کے داہنے بازوپر کلمہ تمت کلمتہ ربک صدقا وعدلا لکھاہوا تھا آپ علم اولین وآخرین سے بہرہ ور متولد ہوئے تھے آپ کی ولادت سے حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام کو بیحد مسرت ہوئی تھی اورآپ نے مدینہ جاکراہل مدینہ کو دعوت طعام دی تھی (جلاء العیون ص ۲۷۰)۔آپ دیگرآئمہ کی طرح مختون اور ناف بریدہ متولد ہوئے تھے۔

اسم گرامی، کنیت، القاب

آپ کے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خداوند متعال کے معین کردہ نام "موسی" سے موسوم کیا علامہ محمد رضا لکھتے ہیں کہ موسی، قبطی لفظ ہے اور مو اور سی سے مرکب ہے مو کے معنی پانی اور "سی" کے معنی درخت کے ہیں اس نام سے سب سے پہلے حضرت کلیم اللہ موسوم کئے گئے تھے۔

اور اس کی وجہ یہ تھی کہ خوف فرعون سے مادر موسی نے آپ کو اس صندوق میں رکھ کر دریا میں بہایا تھا جو "حبیب نجار" کا بنایا ہوا تھا اور بعد میں "تابوت سکینہ" قرار پایا، تو وہ صندوق بہہ کر فرعون اور جناب آسیہ تک پانی کے ذریعہ سے ان درختوں سے ٹکراتا ہوا جو خاص باغ میں تھے پہنچا تھا لہذا پانی اور درخت کے سبب سے ان کا نام موسی قرار پایا تھا (جنات الخلود ص ۲۹)۔

آپ کی کنیت ابوالحسن، ابوابراہیم، ابوعلی ابوعبداللہ تھی اور آپ کے القاب کاظم، عبد صالح، نفس زکیہ، صابر، امین، باب الحوائج وغیرہ تھے "شہرت عامہ" کاظم کو ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ بدسلوک کے ساتھ احسان کرتے اور ستانے والے کو معاف فرماتے اور غصہ کو پی جاتے تھے، بڑے حلیم، بردبار اور اپنے ظلم کرنے والے کو معاف کردیا کرتے تھے (مطالب السول ص ۲۷۶، شواہد النبوت ص ۱۹۲، روضۃ الشہداء ص ۴۳۲، تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۳۲)۔

لقب باب الحوائج کی وجہ

علامہ ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ کثرت عبادت کی وجہ سے عبد صالح اور خدا سے حاجت طلب کرنے کے ذریعہ ہونے کی وجہ سے آپ کو باب الحوائج کہا جاتا ہے، کوئی بھی حاجت ہو جب آپ کے واسطے سے طلب کی جاتی تھی تو ضرور پوری ہوتی تھی ملاحظہ ہو (مطالب السول ص ۲۷۸، صواعق محرقہ ص ۱۳۱)۔

فاضل معاصر علامہ علی حیدر رقمطراز ہیں کہ حضرت کا لقب باب قضاء الحوائج یعنی حاجتیں پوری ہونے کا دروازہ بھی تھا حضرت کی زندگی میں تو حاجتیں آپ کے توسل سے پوری ہوتی تھیں شہادت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور اب بھی ہے "اخبار پاینزالہ آباد ۱۰/ اگست ۱۹۲۸ء میں زیر عنوان "امام موسی کاظم کے روضہ پر ایک اندھے کو بینائی مل گئی" ایک خبر شائع ہوئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حال ہی میں روضہ کاظمین شریف پر جو شہر بغداد سے باہر ہے ایک معجزہ ظاہر ہوا ہے کہ ایک اندھا اور بوڑھا "سید" نہایت مفلسی کی حالت میں روضہ شریف کے اندر داخل ہوا اور جیسے ہی اس نے امام موسی کاظم کے روضہ کی ضریح اقدس کو اپنے ہاتھ سے مس کیا وہ فوراً چلاتا ہوا باہر کی طرف دوڑا "مجھے بینائی مل گئی" میں دیکھنے لگا ہوں، اور اس پر لوگوں کا بڑا ہجوم جمع ہو گیا اور اکثر لوگ اس کے کپڑے تبرک کے طور پر چھین جھپٹ کر لے گئے اس کو تین دفعہ کپڑے پہنائے گئے اور ہر دفعہ وہ کپڑے ٹکڑے ہو کر تقسیم ہو گئے آخر روضہ شریف کے خدام نے اس خیال سے کہ کہیں اس بوڑھے سید کے جسم کو نقصان نہ پہنچے اس کو اس کے گھر پہنچا دیا۔

اس کا بیان ہے کہ بغداد کے ہسپتال میں اپنی آنکھ کا علاج کر رہا تھا بالآخر سب ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر مجھے ہسپتال سے نکال دیا کہ تیرا مرض لاعلاج ہو گیا ہے اب اس کا علاج ناممکن

ہے تب میں مایوس ہو کر روضہ اقدس امام موسی کاظم علیہ السلام پر آیا اور یہاں آپ کے وسیلہ سے خدا سے دعا کی "بارالہا تجھے اسی امام مدفون کا واسطہ مجھے از سر نو بینائی عطا کر دے" یہ کہہ کر جیسے ہی میں نے روضہ کی ضریح کو مس کیا میری آنکھوں کے سامنے روشنی نمودار ہوئی اور آواز آئی "جا تجھے پھر سے روشنی دیدی گئی" اس آواز کے ساتھ ہی میں ہر چیز کو دیکھنے لگا، تمام لوگ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ ضعف العمر سید اندھا تھا، اور اب دیکھنے لگا ہے (اخبار انقلاب لاہور، اخبار اہل حدیث امر تسر مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۲۸ء)۔

علامہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب مجھے کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے میں امام موسی کاظم علیہ السلام کے روضے پر چلا جاتا ہوں اوران کی قبر پر دعا کرتا ہوں میری مشکل حل ہو جاتی ہے (مناقب جلد ۳ ص ۱۲۵ طبع ملتان)۔

باشاہان وقت

آپ ۱۲۸ھ میں مروان الحمار اموی کے عہد میں پیدا ہوئے اس کے بعد ۱۳۲ھ میں سفاح عباسی خلیفہ ہوا (ابوالفداء) ۱۳۶ھ میں منصور دوانقی عباسی خلفہ بنا ۱۵۸ھ میں مہدی بن منصور مالک سلطنت ہوا (حبیب السیر) ۱۶۹ھ میں ہادی عباسی کی بیعت کی گئی (ابن الوردی) ۱۷۰ھ میں ہارون الرشید عباسی ابن مہدی خلیفہ وقت ہوا ۱۸۳ھ میں ہارون کے

زہر دینے سے امام علیہ السلام بحالت مظلومی قید خانہ میں شہید ہوئے (صواعق محرقہ اخبار الخلفاء بن راعی)۔

نشو و نما اور تربیت

علامہ علی نقی لکھتے ہیں کہ آپ کی عمر کے بیس برس اپنے والد بزرگوار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سایہ تربیت میں گزرے ایک طرف خدا کے دیئے ہوئے فطری کمال کے جوہر اور دوسری طرف اس باپ کی تربیت جس نے پیغمبر کے بتائے ہوئے مکارم الاخلاق کی یاد کو بھولی ہوئی دنیا میں ایسا تازہ کردیا کہ انھیں ایک طرح سے اپنا بنا لیا اور جس کی بناپر "ملت جعفری" نام ہوگیا امام موسی کاظم نے بچپنا اور جوانی کا کافی حصہ اسی مقدس آغوش میں گزارا، یہاں تک کہ تمام دنیا کے سامنے آپ کے ذاتی کمالات وفضائل روشن ہوگئے اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنا جانشین مقرر فرمادیا باوجودیکہ آپ کے بڑے بھائی بھی موجود تھے، مگر خدا کی طرف کا منصب میراث کا ترکہ نہیں ہے بلکہ ذاتی کمال کو ڈھونڈتا ہے سلسلہ معصومین مین امام حسن کے بعد بجائے ان کی اولاد کے امام حسین کا امام ہونا اور اولاد امام جعفر صادق علیہ السلام میں بجائے فرزند اکبر کے امام موسی کاظم علیہ السلام کی طرف امامت کا منتقل ہونا اس کا ثبوت ہے کہ معیار امامت میں نسبی وراثت کو مد نظر نہیں رکھا گیا ہے (سوانح موسی کاظم ص ۴)

۔

آپ کے بچپن کے بعض واقعات

یہ مسلمات سے ہے کہ نبی اور امام تمام صلاحیتوں سے بھرپور متولد ہوتے ہیں ،جب حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی عمر تین سال کی تھی ،ایک شخص جس کا نام صفوان جمال تھا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفسر ہوا کہ مولا،آپ کے بعد امامت کے فرائض کون ادا کرے گا، آپ نے ارشاد فرمایا اے صفوان ! تم اسی جگہ بیٹھو اور دیکھتے جاؤ جو ایسا بچہ میرے گھر سے نکلے جس کی ہر بات معرفت خداوندی سے پر ہو،اور عام بچوں کی طرح لہو ولعب نہ کرتا ہو، سمجھ لینا کہ عنان امامت اسی کے لیے سزاوار ہے اتنے میں امام موسی کاظم علیہ السلام بکری کا ایک بچہ لیے ہوئے برآمد ہوئے اور باہر آکر اس سے کہنے لگے "اسجدی ربک" اپنے خدا کا سجدہ کر یہ دیکھ کر امام جعفر صادق نے اسے سینہ سے لگا لیا (تذکرۃ المعصومین ص ۱۹۲) ۔

صفوان کہتا ہے کہ یہ دیکھ کر میں نے امام موسی سے کہا، صاحبزادے ! اس بچہ کو کہئے کہ مر جائے آپ نے ارشاد فرمایا : کہ وائے ہو تم پر، کیا موت وحیات میرے ہی اختیار میں ہے (بحار الانوار جلد ۱۱ ص ۲۶۶) ۔

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسائل دینیہ دریافت کرنے کے لیے حسب دستور حاضر ہوئے اتفاقا آپ آرام فرما رہے تھے موصوف اس انتظار میں بیٹھ گئے کہ آپ بیدا ہوں تو عرض مدعا کروں ،اتنے امام موسی کاظم جن کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی برآمد ہوئے امام ابو حنیفہ نے انہیں سلام کرکے کہا: اے صاحبزادے یہ بتاؤ کہ انسان فاعل مختار ہے یا ان کے فعل کا خدا فاعل ہے یہ

سن کرآپ زمین پر دوزانو بیٹھ گئے اور فرمانے لگے سنو! بندوں کے افعال تین حالتوں سے خالی نہیں، یا ان کے افعال کا فاعل صرف خدا ہے یا صرف بندہ ہے یا دونوں کی شرکت سے افعال واقع ہوتے ہیں اگر پہلی صورت ہے تو خدا کو بندہ پر عذاب کا حق نہیں ہے، اگر تیسری صورت ہے تو بھی یہ انصاف کے خلاف ہے کہ بندہ کو سزا دے اور اپنے کو بچالے کیونکہ ارتکاب دونوں کی شرکت سے ہوا ہے اب لامحالہ دوسری صورت ہو گی، وہ یہ کہ بندہ خود فاعل ہے اور ارتکاب قبیح پر خدا اسے سزا دے۔ بحارالانوار جلد ۱۱ ص ۱۸۵)۔

امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے اس صاحبزادے کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر ان کے سامنے سے لوگ برابر گزر رہے تھے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے صاحبزادے موسی کاظم نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ ان کے سامنے سے گزر رہے تھے، حضرت نے امام موسی کاظم کو آواز دی وہ حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا بیٹا! ابو حنیفہ کیا کہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ تم نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ تمہارے سامنے سے گزر رہے تھے امام کاظم نے عرض کی بابا جان لوگوں کے گزرنے سے نماز پر کیا اثر پڑتا ہے، وہ ہمارے اور خدا کے درمیان حائل تو نہیں ہوئے تھے کیونکہ وہ تو "اقرب من حبل الورید" رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہے، یہ سن کر آپ نے انھیں گلے سے لگا لیا اور فرمایا اس بچہ کو اسرار شریعت عطا ہو چکے ہیں (مناقب جلد ۵ ص ۶۹)۔

ایک دن عبداللہ ابن مسلم اور ابو حنیفہ دونوں وارد مدینہ ہوئے، عبداللہ نے کہا، چلو امام صادق علیہ السلام سے ملاقات کریں اور ان سے کچھ استفادہ کریں، یہ دونوں

حضرت کے در دولت پر حاضر ہوئے یہاں پہنچ کر دیکھا کہ حضرت کے ماننے والوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے ،اتنے امام صادق علیہ السلام کے بجائے امام موسی کاظم برآمد ہوئے لوگوں نے سروقد تعظیم کی، اگرچہ آپ اس وقت بہت ہی کمسن تھے لیکن آپ نے علوم کے دریا بہانے شروع کیے عبداللہ وغیرہ نے جو قدرے آپ سے دور تھے آپ کے قریب جاتے ہوئے آپ کی عزت و منزلت کا آپس میں تذکرہ کیا،آخر میں امام ابوحنیفہ نے کہا کہ چلو میں انھیں ان کے شیعوں کے سامنے رسوااور ذلیل کرتا ہوں ، میں ان سے ایسے سوالات کروں گا کہ یہ جواب نہ دیے سکیں گے عبداللہ نے کہا، یہ تمہارا خیال خام ہے ،وہ فرزند رسول ہیں ،الغرض دونوں حاضر خدمت ہوئے، امام ابوحنیفہ نے امام موسی کاظم سے پوچھا صاحبزادے، یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے شہر میں کوئی مسافر آجائے اوراسے قضاحاجت کرنی ہوتو کیا کرے اوراس کے لیے کونسی جگہ مناسب ہوگی حضرت نے برجستہ جواب فرمایا:

"مسافر کو چاہئے کہ مکانوں کی دیواروں کے پیچھے چھپے، ہمسایوں کی نگاہوں سے بچے نہروں کے کناروں سے پرہیز کرے جن مقامات پر درختوں کے پھل گرتے ہوں ان سے حذر کرے۔

مکان کے صحن سے علیحدہ، شاہراہوں اور راستوں سے الگ مسجدوں کو چھوڑ کر،نہ قبلہ کی طرف منہ کرے نہ پیٹھ ،پھر اپنے کپڑوں کو بچا کر جہاں چاہے رفع حاجت کرے یہ سن کر امام ابوحنیفہ حیران رہ گیے ،اور عبداللہ کہنے لگے کہ میں نہ کہتا تھا کہ یہ فرزند رسول ہیں انہیں بچپن ہی میں ہر قسم کا علم ہوا کرتا ہے (بحار، مناقب واحتجاج)۔

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مکان میں تشریف فرما تھے اتنے میں آپکے نور نظر امام موسی کاظم علیہ السلام کہیں باہر سے واپس آئے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا بیٹے! ذرا اس مصرعہ پر مصرعہ لگاؤ "تنح عن القبیح ولا مزتودہ" آپ نے فوراً مصرعہ لگایا "ومن اولیتہ حسنا فزدہ" بری باتوں سے دور رہو اور ان کا ارادہ بھی نہ کرو ۲۔ جس کے ساتھ بھلائی کرو، بھرپور کرو" پھر فرمایا! اس پر مصرعہ لگاؤ "ستلقی من عدوک کل کید" آپ نے مصرعہ لگایا "اذا کاوالعدو فلا تکدہ" (ترجمہ) ا۔ تمہارا دشمن ہر قسم کا مکروفریب کرے گا ۲۔ جب دشمن مکروفریب کرے تب بھی اسے برائی کے قریب نہیں جانا چاہیئے (بحار الانوار جلد ۱۱ ص ۳۶۶)۔

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی امامت

۱۴۸ھ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات ہوئی، اس وقت سے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام بذات خود فرائض امام کے ذمہ دار ہوئے اس وقت سلطنت عباسیہ کے تخت پر منصور دوانقی بادشاہ تھا یہ وہی ظالم بادشاہ تھا جس کے ہاتھوں لاتعداد سادات مظالم کا نشانہ بن چکے تھے تلوار کے گھاٹ اتارے گئے دیواروں میں چنوائے گئے یا قید رکھے گئے، خود امام جعفر صادق علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی جا چکی تھیں اور مختلف صورت سے تکلیفیں پہنچائی گئی تھی، یہاں تک کہ منصور ہی کا بھیجا ہوا زہر تھا جس سے آپ دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔

ان حالات میں آپ کو اپنے جانشین کے متعلق یہ قطعی اندیشہ تھا کہ حکومت وقت اسے زندہ نہ رہنے دے گی اس لیے آپ نے آخری وقت اخلاقی بوجھ حکومت کے کندھوں پر رکھ دینے کے لیے یہ صورت اختیار فرمائی، کہ اپنی جائیداد اور گھر بار کے انتظامات کے لیے پانچ شخصوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی جس میں پہلا شخص خود خلیفہ وقت منصور عباسی تھا، اس کے علاوہ محمد بن سلیمان حاکم مدینہ ، اور عبد اللہ افطح جو امام موسی کاظم کے سن میں بڑے بھائی تھے ،اور حضرت امام موسی کاظم اور ان کی والدہ معظّمہ حمیدہ خاتون۔

امام کا اندیشہ بالکل صحیح تھا،اور آپ کا تحفظ بھی کامیاب ثابت ہوا، چنانچہ جب حضرت کی وفات کی اطلاح منصور کو پہنچی تو اس نے پہلے تو سیاسی مصلحت سے اظہار رنج کیا، تین مرتبہ انا اللہ وانا الیہ راجعون ، کہا اور کہا کہ اب بھلا جعفر کا مثل کون ہے؟ اس کے بعد حاکم مدینہ کو لکھا کہ اگر جعفر صادق نے کسی شخص کو اپنا وصی مقرر کیا ہو تو اس کا سر فورا قلم کردو، حاکم مدینہ نے جواب میں لکھا کہ انہوں نے تو پانچ وصی مقرر کیۓ ہیں جن میں سے پہلے آپ خود ہیں ، یہ جواب سن کر منصور دیر تک خاموش رہا اور سوچنے کے بعد کہنے لگا کہ اس صورت میں تو یہ لوگ قتل نہیں کیۓ جاسکتے اس کے بعد دس برس منصور زندہ رہا، لیکن امام موسی کاظم علیہ السلام سے کوئی تعرض نہ کیا، اور آپ مذہبی فرائض امامت کی انجام دہی میں امن وسکون کے ساتھ مصروف رہے یہ بھی تھا کہ اس زمانہ میں منصور شہر بغداد کی تعمیر میں مصروف تھا جس سے ۱۵۷ھ یعنی اپنی موت سے صرف ایک سال پہلے اسے فراغت ہوئی، اس لیے وہ امام موسی کاظم کے متعلق کسی ایذا رسانی کی طرف متوجہ نہیں ہوا لیکن اس عہد سے قبل وہ سادات کشی میں کمال دکھا چکا تھا۔

علامہ مقریزی لکھتے ہیں کہ منصور کے زمانے میں بے انتہا سادات شہید کئے گئے ہیں اور جو بچے ہیں وہ وطن چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں انہیں تارکین وطن میں ہاشم بن ابراہیم بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم عمر بن الحسن المثنی ابن امام حسن بھی تھے جنہوں نے ملتان کو علاقوں میں سے مقام "خان" میں سکونت اختیار کرلی تھی (النزاع والتخاصم ص ۴۷ طبع مصر)۔

۱۵۸ھ کے آخر میں منصور دوانقی دنیا سے رخصت ہوا، اور اس کا بیٹا مہدی تخت سلطنت پر بیٹھا، شروع میں تو اس نے بھی امام موسی کاظم علیہ السلام کی عزت واحترام کے خلاف کوئی برتاؤ نہیں کیا مگر چند سال بعد پھر وہی بنی فاطمہ کی مخالفت کا جذبہ ابھرا اور ۱۶۴ھ میں جب وہ حج کے نام سے حجاز کی طرف گیا تو امام موسی کاظم علیہ السلام کو اپنے ساتھ مکہ سے بغداد لے گیا اور قید کردیا ایک سال تک حضرت اس کی قید میں رہے پھر اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور حضرت کو مدینہ کی طرف واپسی کا موقع دیا گیا۔

مہدی کے بعد اس کا بھائی ہادی ۱۶۹ھ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور صرف ایک سال ایک ماہ تک اس نے سلطنت کی، اس کے بعد ہارون الرشید کا زمانہ آیا جس میں امام موسی کاظم علیہ السلام کو آزادی کی سانس لینا نصیب نہیں ہوئی (سوانح امام موسی کاظم ص ۵)۔

علامہ طبرسی تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ درجہ امامت پر فائز ہوئے اس وقت آپ کی عمر بیس سال کی تھی (اعلام الوری ص ۱۷۱)۔

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے بعض کرامات

واقعہ شقیق بلخی

علامہ محمد بن شافعی لکھتے ہیں کہ آپ کے کرامات ایسے ہیں کہ "تحار منھاالعقول" ان کودیکھ کر عقلیں چکرا جاتی ہیں، مثال کے لیے ملاحظہ ہو؟ ۱۴۹ھ میں شقیق بلخی حج کے لیے گئےان کا بیان ہے کہ میں جب مقام قادسیہ میں پہنچاتومیں نے دیکھاکہ ایک نہایت خوب صورت جوان جن کارنگ سانولہ (گندم گوں) تھاوہ ایک عظیم مجمع میں تشریف فرماہیں جسم ان کا ضعیف ہے وہ اپنے کپڑوں کے اوپر ایک کمبل ڈالے ہوئے ہیں اور پیروں میں جوتیاں پہنے ہوئے ہیں تھوڑی دیر بعدوہ مجمع سے ہٹ کرایک علیحدہ مقام پر جاکر بیٹھ گئے، میں نے دل میں سوچاکہ یہ صوفی ہے اورلوگوں پر زادراہ کے لیے باربنناچاہتاہے، میں ابھی اس کی ایسی تنبیہ کروں گاکہ یہ بھی یادرکھے گا، غرضیکہ میں ان کے قریب گیاجیسے ہی میں ان کے قریب پہنچاہوں، وہ بولے اے شقیق بدگمانی مت کیاکرو یہ اچھاشیوہ نہیں ہے، اس کے بعدوہ فوراًاٹھ کرروانہ ہوگئے، میں نے خیال کیاکہ یہ معاملہ کیاہے انہوں نے میرانام لے کرمجھے مخاطب کیااور میرے دل کی بات جان لی

اس واقعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچاکہ ہونہ ہویہ کوئی عبدصالح ہوں بس یہی سوچ کرمیں ان کی تلاش میں نکلااوران کاپیچھاکیا، خیال تھاکہ وہ مل جائیں گے تومیں ان سے

کچھ سوالات کروں گا، لیکن نہ مل سکے،ان کے چلے جانے کے بعد ہم لوگ بھی روانہ ہوئے ، چلتے چلتے جب ہم ”وادی فضہ“ میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہی جوان صالح یہاں نماز میں مشغول ہیں اور ان کے اعضاء وجوارح بید کی مانند کانپ رہے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں یہ سوچ کر ان کے قریب گیا کہ اب ان سے معافی طلب کروں گا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو بولے ائے شفیق خدا کا قول ہے کہ جو توبہ کرتا ہے میں اسے بخش دیتا ہوں اس کے بعد پھر روانہ ہو گئے اب میرے دل میں یہ یقین آیا کہ یقینا یہ بندہ عابد، کوئی ابدال ہے ، کیوں کہ دو بار یہ میرے ارادہ سے اپنی واقفیت ظاہر کر چکا ہے میں نے ہر چند پھر ان سے ملنے کی سعی کی لیکن وہ نہ مل سکے جب میں منزل زبالہ پر پہنچا تو دیکھا کہ وہی جوان ایک کنویں کی جگت پر بیٹھے ہوئے ہیں اس کے بعد انہوں نے ایک کوزہ نکال کر کنوئیں سے پانی لینا چاہا، ناگاہ ان کے ہاتھ سے کوزہ چھوٹ کر کنوئیں میں گر گیا، میں نے دیکھا کہ کوزہ گرنے کے بعد انہوں نے آسمان کی طرف منہ کرکے بارگاہ احدیت میں کہا: میرے پالنے والے جب میں پیاسا ہوتا ہوں تو ہی سیراب کرتا ہے اور جب بھوکا ہوتا ہوں تو ہی کھانا دیتا ہے خدایا! اس کوزہ کے علاوہ میرے پاس کوئی اور کوزہ نہیں ہے ، میرے مالک ! میرا کوزہ پر آب برآمد کر دے،اس جوان صالح کا یہ کہنا تھا کہ کنوئیں کا پانی بلند ہوا اور اوپر تک آ گیا آپ نے ہاتھ بڑھا کر اپنا کوزہ پانی سے بھرا ہوا لے لیا اور وضو فرما کر چار رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد آپ نے ریت کی ایک مٹھی اٹھائی اور پانی میں ڈال کر کھانا شروع کر دیا یہ دیکھ کر میں عرض پرداز ہوا جناب والا ! مجھے بھی کچھ عنایت ہو میں بھوکا ہوں آپ نے وہی کوزہ میرے حوالے کر دیا جس میں

ریت بھری تھی خدا کی قسم جب میں نے اس میں سے کھایا تو اسے ایسا لذیذ ستو پایا جیسا میں نے کھایا ہی نہ تھا، پھر اس ستو میں ایک خاص بات یہ تھی کہ میں جب تک سفر میں رہا بھوکا نہیں ہوا اس کے بعد آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔

جب میں مکہ معظّمہ میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک بالو (ریت) کے ٹیلے کے کنارے مشغول نماز ہیں اور حالت آپ کی یہ ہے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور بدن پر خضوع و خشوع کے آثار نمایاں ہیں آپ نماز ہی میں مشغول تھے کہ صبح ہو گئی، آپ نے نماز صبح ادا فرمائی اور اس سے اٹھ کر طواف کا ارادہ کیا، پھر سات بار طواف کرنے کے بعد ایک مقام پر ٹھہرے میں نے دیکھا کہ آپ کے گرد بیشمار حضرات ہیں اور سب بے انتہا تعظیم و تکریم کر رہے ہیں، میں چونکہ ایک ہی سفر میں کرامات دیکھ چکا تھا اس لیے مجھے بہت زیادہ فکر تھی کہ یہ معلوم کروں کہ یہ بزرگ ہیں کون؟ انھوں نے کہا کہ یہ فرزند رسول حضرت امام موسی کاظم ہیں، میں نے کہا بے شک یہ صاحب کرامات جو میں نے دیکھے وہ اسی گھرانے کے لیے سزاوار ہیں (مطالب السول ص ۲۷۹، نور الابصار ص ۱۳۵، شواہد النبوت ص ۱۹۳، صواعق محرقہ ص ۱۲۱، ارجح المطالب ص ۴۵۲)۔

مورخ ذاکر حسین لکھتے ہیں کہ شقیق ابن ابراہیم بلخی کا انتقال ۱۹۰ھ میں ہوا تھا (تاریخ اسلام جلد ا ص ۵۹)۔

امام شبلنجی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ عیسی مدائنی حج کے لیے گئے اور ایک سال مکہ میں رہنے کے بعد وہ مدینہ چلے گئے ان کا خیال تھا کہ وہاں بھی ایک سال گزاریں گے، مدینہ پہنچ کر انھوں نے جناب ابوذر کے مکان کے قریب ایک مکام میں قیام کیا۔

مدینہ میں ٹھہرنے کے بعد انہوں نے امام موسی کاظم علیہ السلام کے وہاں آنا جانا شروع کیا، مدائنی کا بیان ہے کہ ایک شب کو بارش ہو رہی تھی اور میں اس وقت امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے عیسی تم فوراا پنے مکان چلے جاؤ کیونکہ "انهدم البيت علي متاعك" تمہارا مکان تمہارے اثاثہ پر گر گیا ہے اور لوگ سامان نکال رہے ہیں یہ سن کر میں فورا مکان کی طرف گیا، دیکھا کہ گھر گر چکا ہے اور لوگ سامان نکال رہے ہیں، دوسرے دن جب حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے پوچھا کہ کوئی چیز چوری تو نہیں ہوئی، میں نے عرض کی صرف ایک طشت نہیں ملتا جس میں وضو کیا کرتا تھا، آپ نے فرمایا وہ چوری نہیں ہوا، بلکہ انہدام مکان سے پہلے تم اسے بیت الخلاء میں رکھ کر بھول گئے ہو، تم جاؤ اور مالک کی لڑکی سے کہو، وہ لادے گی، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور طشت مل گیا (نور الابصار ص ۱۳۵)۔

علامہ جامی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک صحابی کے ہمراہ سو دینار حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بطور نذر ارسال کیا وہ اسے لے کر مدینہ پہنچا، یہاں پہنچ کر اس نے سوچا کہ امام کے ہاتھوں میں اس جانا ہے لہذا پاک کر لینا چاہئے وہ کہتا ہے کہ میں نے ان یناروں کو جو امانت تھے شمار کیا تو وہ ننا وے تھے میں نے ان میں اپنی طرف سے ایک دینار شامل کر کے سو پورا کر دیا، جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا سب دینار زمین پر ڈال دو، میں نے تھیلی کھول کر سب زمین پر نکال دیا، آپ نے میرے بتائے بغیر اس میں سے میرا وہی دینار جو میں نے ملایا تھا مجھے

دیدیا اورفرمایا بھیجنے والے نے عدد کالحاظ نہیں کیا بلکہ وزن کالحاظ کیاہے جو ۹۹ میں پوراہوتاہے۔

ایک شخص کاکہناہے کہ مجھے علی بن یقطین نے ایک خط دے کرامام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا، میں نے حضرت کی خدمت میں پہنچ کر ان کاخط دیا، انہوں نے اسے پڑھے بغیرآستین سے ایک خط نکال کرمجھے دیااورکہاکہ انہوں نے جوکچھ لکھاہے اس کایہ جواب ہے (شواہدالنبوت ص ۱۹۵)۔

ابوبصیرکابیان ہے کہ امام موسی کاظم علیہ السلام دل کی باتیں جانتے تھے اورہرسوال کاجواب رکھتے تھے ہرجاندارکی زبان سے واقف تھے (روائح المصطفیٰ ص ۱۶۲)۔

ابوحمزہ بطائنی کاکہناہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت کے ساتھ حج کوجارہاتھاکہ راستہ میں ایک شیربرآمدہوا، اس نے آپ کے کان میں کچھ کہاآپ نے اس کواسی کی زبان میں جواب دیااوروہ چلاگیا ہمارے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایاکہ اس نے اپنی شیرنی کی ایک تکلیف کے لیے دعاکی خواہش کی، میں نے دعاکردی اوروہ واپس چلاگیا(تذکرۃ المعصومین ص ۱۹۳)۔

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے اخلاق وعادات اوشمائل واوصاف

علامہ علی نقی لکھتے ہیں کہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام اس مقدس سلسلہ کی ایک فردتھے جس کوخالق نے نوع انسانی کے لیے معیارکمال قراردیاتھا اسی لیے ان میں سے ہرایک اپنے وقت میں بہترین اخلاق واوصاف کامرقع تھا، بیشک یہ حقیقت ہے کہ بعض

افراد میں بعض صفات اتنے ممتاز نظر آتے ہیں کہ سب سے پہلے ان پر نظر پڑتی ہے چنانچہ ساتویں امام میں تحمل و برداشت اور غصہ ضبط کرنے کی صفت اتنی نمایاں تھی کہ آپ کا لقب کاظم قرار دیا گیا جس کے معنی ہیں غصہ کو پینے والا، آپ کو کبھی کسی نے ترش روئی اور سختی کے ساتھ بات چیت کرتے نہیں دیکھا اور انتہائی ناگوار حالات میں بھی مسکراتے ہوئے نظر آئے مدینہ کے ایک حاکم سے آپ کو سخت تکلیفیں پہنچیں یہاں تک کہ وہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں بھی نازیبا الفاظ استعمال کیا کرتا تھا، مگر حضرت نے اپنے اصحاب کو ہمیشہ اس کے جواب دینے سے روکا۔

جب اصحاب نے اس کی گستاخیوں کی بہت شکایت کی اور کہا کہ اب ہمیں ضبط کی تاب نہیں ہمیں ان سے انتقام لینے کی اجازت دی جائے، تو حضرت نے فرمایا کہ میں خود اس کا تدارک کروں گا اس طرح ان کے جذبات میں سکون پیدا کرنے کے بعد حضرت خود اس شخص کے پاس اس کی زراعت پر تشریف لے گئے اور کچھ ایسا احسان اور حسن سلوک فرمایا کہ وہ اپنی گستاخیوں پر نادم ہوا، اور اپنے طرز عمل کو بدل دیا حضرت نے اپنے اصحاب سے صورت حال بیان فرما کر پوچھا کہ جو میں نے اس کے ساتھ کیا وہ اچھا تھا یا جس طرح تم لوگ اس کے ساتھ کرنا چاہتے تھے سب نے کہا یقینا حضور نے جو طریقہ اختیار فرمایا وہی بہتر تھا اس طرح آپ نے اپنے جد بزرگوار حضرت امیر علیہ السلام کے اس ارشاد کو عمل میں لا کر دکھلایا جو آج تک " نہج البلاغہ "میں موجود ہے کہ اپنے دشمن پر احسان کے ساتھ فتح حاصل کرو کیونکہ یہ دو قسم کی فتح میں زیادہ پر لطف کامیابی ہے بے شک اس لیے فریق مخالف کے ظرف کا صحیح اندازہ ضروری ہے اور اسی لیے حضرت علی نے ان الفاظ کے ساتھ

یہ بھی فرمایا ہے کہ "خبر دار! یہ عدم تشدد کا طریقہ نا اہل کے ساتھ اختیار نہ کرنا ورنہ اس کے تشدد میں اضافہ ہو جائے گا۔

یقیناً ایسے عدم تشدد کے موقع کو پہنچاننے کے لیے ایسی ہی بالغ نگاہ کی ضرورت ہے جیسی امام کو حاصل تھی، مگر یہ اس وقت میں ہے جب مخالف کی طرف سے کوئی ایسا عمل ہو چکا ہو جو اس کے ساتھ انتقامی تشدد کا جواز پیدا کر سکے لیکن اگر اس کی طرف سے کوئی اقدام ابھی ایسا نہ ہوا ہو تو یہ حضرات بہر حال اس کے ساتھ احسان کرنا پسند کرتے تھے تاکہ اس کے خلاف حجت قائم ہو اور اسے ایسے جارحانہ اقدام کے لیے تلاش سے بھی کوئی عذر نہ مل سکے بالکل اسی طرح جیسے ابن ملجم کے ساتھ جو جناب امیر علیہ السلام کو شہید کرنے والا تھا آخر وقت تک جناب امیر علیہ السلام احسان فرماتے رہے اسی طرح محمد بن اسماعیل کے ساتھ جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی جان لینے کا باعث ہوا، آپ احسان فرماتے رہے یہاں تک کہ اس سفر کے لیے جو اس نے مدینہ سے بغداد کی طرف خلیفہ بنی عباسی کے پاس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شکایتیں کرنے کے لیے کیا تھا ساڑھے چار سو دینار اور پندرہ سو درہم کی رقم خود حضرت ہی نے عطا فرمائی تھی جس کو وہ لے کر روانہ ہوا تھا۔

آپ کو زمانہ بہت ناسازگار ملا تھا نہ اس وقت وہ علمی دربار قائم رہ سکتا تھا جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں قائم رہ چکا تھا نہ دوسرے ذرائع سے تبلیغ واشاعت ممکن تھی پس آپ کی خاموش سیرت ہی تھی جو دنیا کو آل محمد کی تعلیمات سے روشناس بنا سکتی تھی آپ اپنے مجمعوں میں بھی اکثر بالکل خاموش رہتے تھے یہاں تک کہ جب

تک آپ سے کسی امر کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جائے آپ گفتگو میں ابتداء بھی نہ فرماتے تھے، اس کے باوجود آپ کی علمی جلالت کا سکہ دوست اور دشمن سب کے دل پر قائم تھا اور آپ کی سیرت کی بلندی کو بھی سب مانتے تھے۔

اس لیے عام طور پر آپ کو اکثر عبادت اور شب زندہ داری کی وجہ سے عبد صالح کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا آپ کی سخاوت اور فیاضی کا بھی شہرہ تھا اور فقراء مدینہ کی اکثر پوشیدہ طور پر خبر گیری فرماتے تھے ہر نماز صبح کی تعقیبات کے بعد، آفتاب کے بلند ہونے کے بعد سے پیشانی سجدہ میں رکھ دیتے تھے اور زوال کے وقت سر اٹھاتے تھے قرآن مجید کی نہایت دلکش انداز میں تلاوت فرماتے تھے خود بھی روتے جاتے تھے اور پاس بیٹھنے والے بھی آپ کی آواز سے متاثر ہو کر روتے تھے (سوانح موسی کاظم ص ۸، اعلام الوری ۱۷۸)۔

علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کا یہ طریقہ تھا کہ آپ فقیروں کو ڈھونڈا کرتے تھے اور جو فقیر آپ کو مل جاتا تھا اس کے گھر میں روپیہ پیسہ اشرفی اور کھانا پانی پہنچایا کرتے تھے اور یہ عمل آپ کارات کے وقت ہوتا تھا اس طرح آپ فقراء مدینہ کے بے شمار گھروں کا آذوقہ چلا رہے تھے اور لطف یہ ہے کہ ان لوگوں تک کو یہ پتہ نہ تھا کہ ہم تک سامان پہنچانے والا کون ؟ یہ راز اس وقت کھلا جب آپ دنیا سے رحلت فرما گئے (نور الابصار ص ۱۳۶ طبع مصر)۔

اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ میں ہے کہ آپ ہمیشہ دن بھر روزہ رکھتے تھے اور رات بھر نمازیں پڑھا کرتے تھے علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ آپ بے انتہا عبادت و ریاضت

فرمایا کرتے تھے اورطاعت خدامیں اس درجہ شدت برداشت کرتے تھے جس کی کوئی حدنہ تھی۔

ایک دفعہ مسجد نبوی میں آپ کو دیکھا گیا کہ آپ سجدہ میں مناجات فرمارہے ہیں اوراس درجہ سجدہ کو طول دیا کہ صبح ہوگئی (وفیات الاعیان جلد ۲ ص ۱۳۱)۔

ایک شخص آپ کی برابر بلاوجہ برائیاں کرتا تھا جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ایک ہزار دینار (اشرفی) اس کے گھرپر بطور انعام بھجوادیا (روائح المصطفیٰ ص ۲۶۴) جس کے نتیجہ میں وہ اپنی حرکت سے باز آگیا۔

خلیفہ ہارون الرشید عباسی اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام

۱۵/ ربیع الاول ۱۷۰ھ کو مہدی کا بیٹا ابو جعفر ہارون الرشید عباسی خلیفہ وقت بنایا گیا اس نے اپنا وزیراعظم یحی بن خالد برمکی کو بنایا اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ابو یوسف کو قاضی قضاۃ کا درجہ دیا۔ بروایتے ذاہبی اس نے اگرچہ بعض اچھے کام بھی کئے ہیں لیکن لہوولعب اور حصول لذت ممنوعہ میں منفرد تھا، ابن خلدون کا کہنا ہے کہ یہ اپنے دادا منصور کے نقش قدم پر چلتا تھا فرق اتنا تھا کہ وہ بخیل تھا اور یہ سخی، یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے راگ راگنی اور موسیقی کو شریف پیسہ قرار دیا تھا، اس کی پیشانی پر سادات کشی کا بھی نمایاں داغ ہے علم موسیقی کا ماہر ابو اسحاق ابراہیم موصلی اس کا درباری تھا۔

حبیب السیر میں ہے کہ یہ پہلا لسلام ی بادشاہ ہے جس نے میدان میں گیند بازی کی اور شطرنج کے کھیل کا شوق کیا احادیث میں ہے کہ شطرنج کھیلنا بہت بڑا گناہ ہے جامع

الاخبار میں ہے کہ جب امام حسین کا سر دربار یزید میں پہنچا تھا تو وہ شطرنج کھیل رہا تھا تاریخ الخلفاء سیوطی میں ہے کہ ہارون رشید اپنے باپ کی مدخولہ لونڈی پر عاشق ہو گیا اس نے کہا میں تمہارے باپ کے پاس رہ چکی ہوں، تمہارے لیے حلال نہیں ہوں ہارون نے قاضی ابویوسف سے فتوی طلب کیا انھوں نے کہا آپ اس کی بات کیوں مانتے ہیں یہ جھوٹ بھی بول سکتی ہے اس فتوے کے سہارے سے اس نے اس کے ساتھ بدفعلی کی۔

علامہ سیوطی یہ بھی لکھتے ہیں کہ بادشاہ ہارون نے ایک لونڈی خرید کر اس کے ساتھ اسی رات بلااستبراء جماع کرنا چاہا، قاضی ابویوسف نے کہا کہ اسے اپنے کسی لڑکے کو ہبہ کرکے استعمال کر لیجئے علامہ سیوطی کا کہنا ہے کہ اس فتوی کی اجرت امام ابویوسف نے ایک لاکھ درہم لی تھی علامہ ابن خلکان کا کہنا ہے کہ ابوحنیفہ کے شاگردوں میں ابویوسف کی نظیر نہ تھی اگر یہ نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ کا ذکر بھی نہ ہوتا۔

تاریخ اسلام مسٹر ذاکر حسین میں بحوالہ صحاح الاخبار مرقوم ہے کہ ہارون الرشید کا درجہ سادات کشی میں منصور سے کم نہ تھا اس نے ۱۷۶ھ میں حضرت نفس زکیہ علیہ الرحمۃ کے بھائی یحی کو دیوار میں زندہ چنوا دیا تھا اسی نے امام موسی کاظم کو اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ ولی اللہ میرے خلاف علم بغاوت بلند نہ کردیں اپنے ساتھ حجاز سے عراق میں لا کر قید کر دیا اور ۱۸۳ھ میں زہر سے ہلاک کر دیا۔

علامہ مجلسی تحفۃ الزائر میں لکھتے ہیں کہ ہارون الرشید نے دوسری صدی ہجری میں امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی زمین جتوائی تھی اور قبر پر جو بیری کا درخت بطور نشان موجود تھا اسے کٹوا دیا تھا، جلاء العیون اور قمقام میں بحوالہ امالی شیخ طوسی مرقوم ہے کہ

جب اس واقعہ کی اطلاع جریر ابن عبدالحمید کو ہوئی تو انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلعم کی حدیث "لعن اللہ قاطع السدرۃ" بیری کے درخت کاٹنے والے پر خدا کی لعنت ہو، کا مطلب اب واضح ہوا (تصویر کربلا ص ۶۱ طبع دہلی ص ۱۸۳۸)۔

ہارون الرشید کا پہلا حج اور امام موسی کاظم علیہ السلام کی پہلی گرفتاری

مورخ ابوالفداء لکھتا ہے کہ عنان حکومت لینے کے بعد ہارون الرشید نے ۱۷۳ھ میں پہلے پہل حج کیا علامہ ابن حجر مکی تحریر فرماتے ہیں کہ "جب ہارون الرشید حج کو آیا تو لوگوں نے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے بارے میں چغلی کھائی کہ ان کے پاس ہر طرف سے مال چلا آتا ہے ،اتفاق سے ایک روز ہارون رشید خانہ کعبہ کے نزدیک حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے ملاقی ہوا اور کہنے لگا تم ہی ہو جن سے لوگ چھپ چھپ کر بیعت کرتے ہیں امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم دلوں کے امام ہیں اور آپ جسموں کے،ہارون رشید نے امام موسی کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کس دلیل سے کہتے ہو کہ ہم رسول اللہ کی ذریت ہیں حالانکہ تم علی کی اولاد ہو اور ہر شخص اپنے دادا سے منتسب ہوتا ہے نانا سے منتسب نہیں ہوتا حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا

کہ خدائے کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے " (**ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب وزکریا ویحی وعیسی**) " اور ظاہر ہے کہ

حضرت عیسی بے باپ کے پیدا ہوئے تھے تو جس طرح محض اپنی والدہ کی نسبت سے ذریت انبیاء میں ملحق ہوئے اسی طرح ہم بھی اپنی مادر گرامی حضرت فاطمہ کی نسبت سے جناب رسول خدا کی ذریت ٹھہرے، پھر فرمایا کہ جب آیہ مباہلہ نازل ہوئی تو مباہلہ کے وقت پیغمبر نے سوا علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کے کسی کو نہیں بلایا اور بفحوائے "ابنانا" حضرت حسن و حسین ہی رسول اللہ کے لیے بیٹے قرار پائے (صواعق محرقہ ص ۱۲۲ ،نور الابصار ص ۱۳۴، ارجح المطالب ص ۴۵۲)۔

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ ہارون رشید حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ آیا اور زیارت کے لیے روضہ مقدسہ نبوی پر حاضر ہوا اس وقت اس کے گرد قریش اور دیگر قبائل عرب جمع تھے، نیز حضرت امام موسی کاظم بھی ساتھ تھے ہارون رشید نے حاضرین پر اپنا فخر ظاہر کرنے کے لیے قبر مبارک کی طرف ہو کر کہا، سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ ،اے ابن عم (میرے چچازاد بھائی) حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ سلام ہو، آپ پر اے میرے پدر بزرگوار! یہ سن کر ہارون کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا، اور اس نے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لے جا کر قید کر دیا (وفیات الاعیان جلد ۲ ص ۱۳۱، تاریخ احمدی ص ۳۴۹)۔

علامہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں آپ ہارون رشید کے قید خانہ میں تھے ہارون نے آپ کا امتحان کرنے کے لیے ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی، آپ کی خدمت کرنے کے لیے قید خانہ میں بھیجدی حضرت نے جب اسے دیکھا تو لانے والے سے فرمایا کہ ہارون سے جا کر کہہ دینا کہ انہوں نے یہ ہدیہ واپس کیا ہے اور کہا ہے کہ "بل انتم

بہدیتکم تفرحون" وہ عطائے توبہ لقاء تواس سے تم ہی خوشی حاصل کرو، اس نے ہارون سے واقعہ بیان کیا، ہارون نے کہا کہ اسے لے جا کر وہیں چھوڑ آؤ، اور ابن جعفر سے کہو کہ نہ میں نے تمہاری مرضی سے تمہیں قید کیا ہے اور نہ تمہاری مرضی سے تمہارے پاس یہ لونڈی بھیجی ہے، میں جو حکم دوں وہ کرنا ہوگا الغرض وہ لومڑی حضرت کے پاس چھوڑ دی گئی

چند دنوں کے بعد ہارون نے ایک شخص کو حکم دیا کہ جا کر پتہ لگائے کہ اس لونڈی کا کیا رہا اس نے جو قید خانے میں جا کر دیکھا تو وہ حیران رہ گیا اور بھاگا ہوا ہارون کے پاس آکر کہنے لگا کہ وہ لونڈی تو زمین پر سجدہ میں پڑی ہوئی "سبّوح قدّوس" ۔ کہہ رہی ہے۔ اور اس کا عجیب حال ہے۔ ہارون نے حکم دیا کہ اسے اس کے سامنے پیش کیا جائے، جب وہ آئی تو بالکل مبہوت تھی، ہارون نے پوچھا کہ بات کیا ہے، اس نے کہا کہ جب میں حضرت کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوئی ہوں، تو آپ نے ایک طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ لوگ جب کہ میرے پاس موجود ہیں مجھے تیری کیا ضرورت ہے، میں نے جب اس سمت کو نظر کی تو دیکھا کہ جنّت آراستہ ہے ، اور حور و غلماں موجود ہے ان کا حسن و جمال دیکھ کر میں سجدہ میں گر پڑی اور عبادت کرنے پر مجبور ہو گئی۔

اے بادشاہ میں نے وہ چیزیں کبھی نہیں دیکھیں جو قید خانہ میں میری نظر سے گزریں، بادشاہ نے کہا کہ کہیں تو نے سونے کی حالت میں خواب نہ دیکھا ہو، اس نے کہا اے بادشاہ ایسا نہیں ہے میں نے عالم بیداری میں بچشم خود سب کچھ دیکھا ہے یہ سن کر بادشاہ نے اس

عورت کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیا اور اس کے لیے حکم دیا گیا کہ اس کی نگرانی کی جائے تاکہ یہ کسی سے یہ واقعہ بیان نہ کرنے پائے، راوی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد وہ تاحیات مشغول عبادت رہی اور جب کوئی اس کی نماز وغیرہ کے بارے میں کچھ کہتا تھا تو یہ جواب میں کہتی تھی کہ میں نے عبد صالح امام موسی کاظم علیہ السلام کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

یہ پاکباز عورت حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی وفات سے چند دنوں پہلے فوت ہو گئی (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص ۶۳)۔

قید خانہ سے آپ کی رہائی

آپ قید خانہ میں تکالیف سے دوچار تھے، اور ہر قسم کی سختیاں آپ پر کی جا رہی تھیں کہ ناگاہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا جس سے مجبور ہو کر اس نے آپ کو رہا کر دیا، علامہ ابن حجر مکی بحوالہ علامہ مسعودی لکھتے ہیں کہ ایک شب کو ہارون رشید نے حضرت علی علیہ السلام کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ وہ ایک تیشہ لیے ہوئے تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے فرزند کو رہا کر دے ورنہ میں ابھی تجھے کیفر کردار تک پہنچا دوں گا اس خواب کو دیکھتے ہی اس نے رہائی کا حکم دیا، اور کہا کہ اگر آپ یہاں رہنا چاہیں تو رہیے اور مدینہ جانا چاہتے ہیں تو تشریف لے جایئے آپ کو اختیار ہے، علامہ مسعودی کا کہنا ہے کہ اسی شب کو حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو خواب میں دیکھا تھا (صواعق محرقہ ص ۱۲۲ طبع مصر، علامہ جامی لکھتے ہیں کہ مدینہ روانہ کرتے

وقت ہارون نے آپ سے خروج کا شبہ ظاہر کیا آپ نے فرمایا کہ خروج و بغاوت میرے شایان شان نہیں ہے خدا کی قسم میں ایسا ہر گز نہیں کر سکتا (شواہد النبوت ص ۱۹۲)۔

امام موسی کاظم علیہ السلام اور علی بن یقطین بغدادی

قید خانہ رشید سے چھوٹنے کے بعد حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام مدینہ منورہ پہنچے اور بدستور اپنے فرائض امامت کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے، آپ چونکہ امام زمانہ تھے اس لیے آپ کو زمانہ کے تمام حوادث کی اطلاع تھی۔

ایک مرتبہ ہارون رشید نے علی بن یقطین بن موسی کوفی بغدادی کہ جو کہ امام موسی کاظم علیہ السلام کے خاص ماننے والے تھے اور اپنی کار کردگی کی وجہ سے ہارون رشید کے مقربین میں سے تھے ،بہت سی چیزیں دیں جن میں خلعت فاخرہ اور ایک بہت عمدہ قسم کا سیاہ زربفت کا بنا ہوا چغہ تھا جس پر سونے کے تاروں سے پھول کڑھے ہوئے تھے اور جسے صرف خلفاء اور بادشاہ پہنا کرتے تھے علی ین یقطین نے ازراہ تقرب و عقیدت اس سامان میں اور بہت سی چیزوں کا اضافہ کرکے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا آپ نے ان کا ہدیہ قبول کرلیا، لیکن اس میں سے اس لباس مخصوص کو واپس کر دیا جو زربفت کا بنا ہوا تھا اور فرمایا کہ اسے اپنے پاس رکھو، یہ تمہارے اس وقت کام آئے گا جب" جان جوکھم" میں پڑی ہو گی انہوں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ امام نہ جانے کس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہوا سے اپنے پاس رکھ لیا تھوڑے دنوں کے بعد ابن یقطین اپنے ایک غلام سے ناراض ہو گئے اور اسے اپنے گھر سے نکال دیا اس نے

جاکر رشید خلیفہ سے ان کی چغلی کھائی اور کہا کہ آپ نے جس قدر خلعت وغیرہ انہیں دی ہے انہوں نے سب کا سب امام موسی کاظم علیہ السلام کو دیدیا ہے،اور چونکہ وہ شیعہ ہیں، اس لیے امام کو بہت مانتے ہیں، بادشاہ نے جونہی یہ بات سنی، وہ آگ بگولہ ہوگیااور اس نے فوراسپاہیوں کو حکم دیا کہ علی بن یقطین کواسی حالت میں گرفتار کرلائیں جس حال میں ہوہوں ،الغرض ابن یقطین لائے گئے، بادشاہ نے پوچھامیرادیاہواچغہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہابادشاہ میرے پاس ہے اس نے کہامیں دیکھناچاہتاہوں اور سنو! اگر تم اس وقت اسے نہ دیکھاسکے تومیں تمہاری گردن ماردوں گا،انہوں نے کہابادشاہ میں ابھی پیش کرتاہوں، یہ کہہ کرانہوں نے ایک شخص سے کہاکہ میرے مکان میں جاکر میرے فلاں کمرہ سے میرا صندوق اٹھالا، جب وہ بتایاہواصندوق لے آیاتوآپ نے اس کی مہرتوڑی اورچغانکال کراس کے سامنے رکھ دیا، جب بادشاہ نے اپنی آنکھوں سے چغہ دیکھ لیا،تواس کاغصہ ٹھنڈاہوا، اورخوش ہوکرکہنے لگا، کہ اب میں تمہارے بارے میں کسی کی کوئی بات نہ مانوں گا(شواہد النبوت ص ۱۹۴)۔

علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ پھراس کے بعد رشید نے اور بہت ساعطیہ دے کرانہیں عزت واحترام کے ساتھ واپس کردیا اور حکم دیا کہ چغلی کرنے والے کوایک ہزار کوڑے لگائے جائیں چنانچہ جلادوں نے مارناشروع کیااور وہ پانچ سو کوڑے کھاکر مرگیا(بحارالانوار ص ۱۳۰)۔

علی ابن یقطین کو الٹا وضو کرنے کا حکم

علامہ طبرسی اور علامہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ علی بن یقطین نے امام موسی کاظم علیہ السلام کو ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ "ہمارے درمیان" اس امر میں بحث ہو رہی ہے کہ آیا مسح کعب سے اصابع (انگلیوں) تک ہونا چاہیئے یا انگلیوں سے کعب تک حضور اس کی وضاحت فرمائیں، حضرت نے اس خط کا ایک عجیب وغریب جواب تحریر فرمایا آپ نے لکھا کہ میرا خط پاتے ہی تم اس طرح وضو شروع کرو کہ تین مرتبہ کلی کرو، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالو، تین مرتبہ منہ دھوؤ، اپنی ڈاڑھی کو اچھی طرح بھگوؤ، سارے سر کا مسح کرو، اندر باہر کانوں کا مسح کرو، تین مرتبہ پاؤں دھوؤ اور دیکھو میرے اس حکم کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرنا۔

علی بن یقطین نے جب اس خط کو پڑھا، حیران رہ گئے لیکن یہ سمجھتے ہوئے کہ "**مولائی اعلم بما قال**" آپ نے جو کچھ حکم دیا ہے اس کی گہرائی اور اس کی وجہ کا اچھی طرح آپ کو علم ہوگا اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ علی بن یقطین کی مخالفت برابر دربار میں ہوا کرتی تھی اور لوگ بادشاہ سے کہا کرتے تھے کہ یہ شیعہ ہے اور تمہارے مخالف ہے ایک دن بادشاہ نے اپنے بعض مشیروں سے کہا کہ علی بن یقطین کی شکایات بہت ہو چکی ہیں، اب میں خود چھپ کر دیکھوں گا اور یہ معلوم کروں گا کہ وضو کیونکہ کرتے اور نماز کیسے پڑھتے ہیں، چنانچہ اس نے چھپ کر آپ کے حجرہ میں نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ اہل سنت کے اصول اور طریقے

پر وضو کررہے ہیں یہ دیکھ کروہ ان سے مطمئن ہو گیااوراس کے بعد سے پھر کسی کے کہنے کو باور نہیں کیا۔

اس واقعہ کے فورابعدامام موسی کاظم علیہ السلام کاخط علی بن یقطین کے پاس پہنچا جس میں مرقوم تھا کہ خدشہ دور ہو گیا"توضاء کماامرك الله" اب تم اسی طرح وضو کرو، جس طرح خدانے حکم دیاہے یعنی اب الٹاوضونہ کرنا،بلکہ سیدھااور صحیح وضو کرنااور تمہارے سوال کاجواب یہ ہے کہ انگلیوں کے سرے سے کعبین تک پاؤں کا مسح ہوناچاہئے (اعلام الوری ص ۱۷۰،مناقب جلد ۵ ص ۵۸)۔

وزیر اعظم علی بن یقطین کوامام موسی کاظم کی فہمایش

علامہ حسین بن عبدالوہاب تحریرفرماتے ہیں کہ "محمد بن علی صوفی کابیان ہے کہ ابراہیم جمال (جوامام موسی کاظم کے صحابی تھے) نےایک دن ابوالحسن علی بن یقطین سے ملاقات کے لیے وقت چاہاانہوں نے وقت نہ دیا،اسی سال وہ حج کے لیے گئے اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام بھی تشریف لے گئے ابن یقطین حضرت سے ملنے کے لیے گئے انہوں نے ملنے سے انکار کردیا،ابن یقطین کوبڑا تعجب ہوا،راستے میں ملاقات ہوئی توحضرت نے فرمایاکہ تم نے ابراہیم سے ملاقات کرنے سے انکارکیاتھااس لیے میں بھی تم سے نہیں ملااوراس وقت تک نہ ملوں گاجب تک تم ان س معافی نہ مانگوگے اورانہیں راضی نہ کروگے،ابن یقطین نے عرض کی مولامیں مدینہ میں ہوں اوروہ کوفہ میں ہیں، فوری ملاقات کیسے ہوسکتی ہے، فرمایاتم تنہابقیع میں جاؤ،ایک اونٹ تیارملے گااوراونٹ

پر سوار ہو کر کوفہ کے لیے روانہ ہو چشم زدن میں وہاں پہنچ جاؤگے چنانچہ وہ گئے اور اونٹ پر سوار ہو کر کوفہ پہنچے ،ابراہیم کے دروازہ پر دق الباب کیا آواز آئی کون ہے؟ کہا میں ابن یقطین ہوں ، انہوں نے کہا، تمہارا میرے دروازہ پر کیا کام ہے؟ ابن یقطین نے جواب دیا، سخت مصیبت میں مبتلا ہوں ، خدا کے لیے ملنے کا وقت دو، چنانچہ انہوں نے اجازت دی، ابن یقطین نے قدموں پر سر رکھ کر معافی مانگی اور سارا واقعہ کہہ سنایا ابراہیم نے معافی دی پھر اسی اونٹ پر سوار ہو کر چشم زدن میں مدینہ پہنچے اور امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام نے بھی معاف کردیا اور ملاقات کا وقت دے کر گفتگو فرمائی (عیون المعجزات ص ۱۲۳ طبع ملتان)۔

امام موسی کاظم اور فدک کے حدود اربعہ

علامہ یوسف بغدادی سبط ابن جوزی حنفی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن ہارون الرشید نے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے کہا کہ آپ فدک لینا چاہیں تو میں دیدوں ،آپ نے فرمایا کہ میں جب اس کے حدود بتاؤں گا تو تو اسے دینے پر راضی نہ ہوگا اور میں اسی وقت لے سکتا ہوں جب اس کے پورے حدود دیئے جائیں ،اس نے پوچھا اس کے حدود کیا ہیں فرمایا پہلی حد،عدن ہے دوسری سمرقند ہے تیسری حد افریقہ ہے چوتھی حد سیف البحر ہے جو خزر اور آرمینیہ کے قریب ہے یہ سن کر ہارون رشید آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ پھر ہمارے لیے کیا رہا؟ حضرت نے فرمایا کہ اسی لیے تو میں نے لینے سے

انکار کیا تھا اس واقعہ کے بعد ہی سے ہارون رشید حضرت کے درپئے قتل ہو گیا (خواص الامۃ علامہ سبط ابن جوزی ص ۴۱۶)۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دوبارہ گرفتاری

علامہ ابن شہر آشوب، علامہ طبرسی، علامہ اربلی، علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ ۷۰۔ ۱۶۹ھ میں ہادی کے بعد ہارون تخت خلافت پر بیٹھا، سلطنت عباسیہ کے قدیم روایات جو سادات بنی فاطمہ کی مخالفت میں تھے اس کے پیش نظر تھے، خود اس کے باپ منصور کا رویہ جو امام صادق علیہ السلام کے خلاف تھا، اسے معلوم تھا، اس کا یہ ارادہ کے جعفر صادق کے جانشین کو قتل کر ڈالا جائے، یقینا اس کے بیٹے ہاؤں کو معلوم ہو چکا ہو گا، وہ تو امام جعفر صادق علیہ السلام کی حکیمانہ وصیت کا اخلاقی دباؤ تھا جس نے منصور کے ہاتھ باندھ دئے تھے اور پھر شہر بغداد کی تعمیر کی مصروفیت تھی جس نے اسے اس جانب متوجہ نہ ہونے دیا تھا، اب ہارون کے لیے سب سے پہلے یہی تصور پیدا ہو سکتا تھا کہ اس روحانیت کے مرکز کو جو مدینہ کے محلّہ بنی ہاشم میں قائم ہے توڑنے کی کوشش کی جائے، مگر ایک طرف امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا محتاط اور خاموش طرز عمل اور دوسری طرف سلطنت کی اندرونی مشکلات ان کی وجہ سے نو برس تک ہارون رشید کو بھی کسی کھلے ہوئے تشدد کا امام کے خلاف موقع نہ ملا۔

اسی دوران میں عبداللہ ابن حسن کے فرزندیحی کا واقعہ در پیش ہوا اور وہ امان دیئے جانے کے بعد تمام عہد و پیمان توڑ کر دردناک طریقے پر قید رکھے گئے اور پھر قتل کئے گئے

باوجودیکہ یحی کے معاملات سے امام موسی کاظم علیہ السلام کو کسی طرح کا سروکار نہ تھا، بلکہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ان کو حکومت کی مخالفت سے منع فرماتے تھے مگر عداوت بنی فاطمہ کا جذبہ جو یحی بن عبداللہ کی مخالفت کے بہانے سے ابھر گیا تھا، اس کی زد سے امام موسی کاظم علیہ السلام بھی محفوظ نہ رہ سکے، ادھر یحی بن خالد برمکی نے جو وزیر اعظم تھا، امین (فرزند ہارون رشید) کے اتالیق جعفر بن محمد اشعث کی رقابت میں اس کے خلاف یہ الزام قائم کیا کہ یہ امام موسی کاظم علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہے اوران کے اقتدار کا خواہاں ہے۔

براہ راست اس کا مقصد ہارون کو جعفر سے برگشتہ کرنا تھا، لیکن بالواسطہ اس کا تعلق حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے ساتھ بھی تھا اس لئے ہارون کو حضرت کی ضرر رسانی کی فکر پیدا ہو گئی اسی دوران میں یہ واقعہ ہوا کہ ہارون رشید حج کے ارادہ سے مکہ معظّمہ میں آیا اتفاق سے اسی سال حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام بھی حج کو تشریف لائے ہوئے تھے ہارون نے اپنی آنکھوں سے اس عظمت ومرجعیت کا مشاہدہ کیا جو مسلمانوں میں امام موسی کاظم کے متعلق پائی جاتی تھی اس سے اس کے حسد کی آگ بھڑک اٹھی اس کے بعد اس میں محمد بن اسماعیل کی مخالفت نے اور اضافہ کر دیا۔

واقعہ یہ ہے کہ اسماعیل، امام جعفر صادق علیہ السلام کے بڑے فرزند تھے اور اس لیے ان کی زندگی میں عام طور پر لوگوں کا خیال یہ تھا، کہ وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے قائم مقام ہوں گے مگر ان کا انتقال امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں ہو گیا اور لوگوں کا یہ خیال غلط ثابت ہوا، پھر بھی بعض سادہ لوح اس اصحاب اس خیال

پر رہے کہ جانشینی کا حق اسماعیل اور اولاد اسماعیل میں منحصر ہے انہوں نے امام موسی کاظم علیہ السلام کی امامت کو تسلیم نہیں کیا چنانچہ اسماعیلیہ فرقہ بن گیا مختصر تعداد میں صحیح اب بھی دنیامیں موجود ہے محمد ان ہی اسماعیل کے فرزند تھے اور اس لیے امام موسی کاظم علیہ السلام سے ایک طرح کی مخالفت پہلے سے رکھتے تھے مگر چونکہ ان کے ماننے والوں کی تعداد بہت کم تھی اور وہ افراد کوئی نمایاں حیثیت نہ رکھتے تھے اس لیے ظاہری طور پر امام موسی کاظم کے یہاں آمد ورفت رکھتے تھے اور ظاہری طور پر قرابت داری کے تعلقات قائم کیئے ہوئے تھے۔

ہارون رشید نے امام موسی کاظم علیہ السلام کی مخالفت کی صورتوں پر غور کرتے ہوئے یحی برمکی سے مشورہ لیا، کہ میں چاہتا ہوں کہ اولاد ابوطالب میں سے کسی کو بلا کر اس سے موسی بن جعفر کے پورے حالات دریافت کروں یحی جو خود بھی عداوت بنی فاطمہ میں ہارون سے کم نہ تھا اس نے محمد بن اسماعیل کا پتہ دیا، کہ آپ ان کو بلا کر دریافت کریں ، تو صحیح حالات معلوم ہو سکیں گے، چنانچہ اسی وقت محمد بن اسماعیل کے نام خط لکھا گیا۔

شہنشاہ وقت کا خط جو محمد بن اسماعیل کو پہنچا تو اس نے اپنی دنیاوی کامیابی کا بہترین ذریعہ سمجھ کر فورا بغداد جانے کا ارادہ کر لیا مگر ان دنوں ہاتھ بالکل خالی تھا، اتنا روپیہ پاس موجود نہ تھا کہ سامان سفر کرتے ، مجبورا اسی ڈیوڑھی پر آنا پڑا جہاں کرم وعطاء میں دوست اور دشمن کی تفریق نہ تھی امام موسی کاظم علیہ السلام کے پاس آکر بغداد جانے کا ارادہ ظاہر کیا حضرت خوب سمجھتے تھے کہ اس بغداد کے سفر کا پس منظر اور اس کی بنیاد کیا ہے حجت

تمام کرنے کی غرض سے آپ نے سفر کا سبب دریافت کیا انہوں نے اپنی پریشان حالی بیان کرتے ہوئے کہا قرضدار بہت ہو گیا ہوں، خیال کرتا ہوں کہ شاید وہاں جاکر کوئی صورت بسر اوقات کی نکلے اور میرا قرضہ ادا ہو جائے حضرت نے فرمایا، وہاں جانے کی ضرروت نہیں ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا تمام قرضہ ادا کردوں گا اور جہاں تک ہو گا تمہارے ضروریات زندگی بھی پورے کرتا رہوں گا۔

افسوس ہے کہ محمد نے اس کے بعد بھی بغداد جانے کا ارادہ نہیں بدلا چلتے وقت حضرت سے رخصت ہونے لگے تو عرض کیا کہ مجھے وہاں کے متعلق کچھ ہدایت فرمائی جائے، حضرت نے اس کا کچھ جواب نہ دیا جب انہوں نے کئی مرتبہ اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ "بس اتنا خیال رکھنا کہ میرے خون میں شریک نہ ہونا، اور میرے بچوں کی یتیمی کا باعث نہ بننا" محمد نے اس کے بعد بہت کہا کہ یہ بھلا کونسی بات ہے جو مجھ سے کہی جاتی ہے کچھ اور ہدایت فرمایئے حضرت نے اس کے علاوہ کچھ کہنے سے انکار کیا، جب وہ چلنے لگا تو حضرت نے ساڑھے چار سو دینار اور پندرہ سو درہم انہیں مصارف سفر کے لیے عطا فرمائے نتیجہ وہی ہوا، جو حضرت کے پیش نظر تھا، محمد بن اسماعیل بغداد پہنچے اور وزیر اعظم برمکی کے مہمان ہوئے اس کے بعد یحیی کے ساتھ ہارون کے دربار میں پہنچے، مصلحت وقت کی بنا پر بہت تعظیم و تکریم کی گئی، اثناء گفتگو میں ہارون نے مدینہ کے حالات دریافت کئے محمد نے انتہائی غلط بیانیوں کے ساتھ وہاں کے حالات کا تذکرہ کیا اور یہ بھی کہا کہ "میں نے آج تک نہیں دیکھا اور نہ سنا کہ ایک ملک میں دو بادشاہ ہوں"۔

اس نے کہا: کہ اس کا مطلب ؟ محمد نے کہا کہ بالکل اسی طرح جیسے آپ بغداد میں سلطنت کر رہے ہیں، موسی کاظم مدینہ میں اپنی سلطنت قائم کئے ہوئے ہیں، اطراف ملک سے ان کے پاس خراج پہنچتا ہے اور وہ آپ کے مقابلہ کے دعوے دار ہیں انہوں نے تیس ہزار اشرفی کی ایک زمین خریدی ہے جس کا نام "سیر یہ" (شبلنجی) یہی وہ باتیں تھیں جن کے کہنے کے لیے یحی برمکی نے محمد کو منتخب کیا تھا، ہارون کا غیظ و غضب انتہائی اشتغال کے درجہ تک پہنچ گیا اس نے محمد کو دس ہزار دینار عطا کر کے رخصت کیا خدا کا کرنا یہ کہ محمد کو اس رقم سے فائدہ اٹھانے کا ایک دن بھی موقع نہیں ملا، اسی شب کو ان کے حلق میں درد پیدا ہوا، غالبا "خناق" ہو گیا اور صبح ہوتے ہوتے وہ دنیا سے رخصت ہو گئے ہارون کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اشرفیوں کے توڑے واپس منگوا لیے، مگر محمد کی باتوں کا اثر اس کے دل پر ایسا جم گیا تھا کہ اس نے یہ طے کر لیا کہ امام موسی کاظم کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

چنانچہ ۱۷۹ھ میں پھر ہارون رشید نے مکہ کا سفر کیا اور وہاں سے مدینہ منورہ گیا، دو ایک روز قیام کے بعد کچھ لوگ امام موسی کاظم علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ کیے جب یہ لوگ امام کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت روضۂ رسول اللہ پر ہیں ان لوگوں نے روضۂ رسول کی عزت کا بھی خیال نہ کیا حضرت اس وقت قبر رسول کے نزدیک نماز میں مشغول تھے بے رحم دشمنوں نے آپ کو نماز کی حالت میں قید کر لیا، اور ہارون کے پاس لے گئے مدینہ رسول کے رہنے والوں میں بے حسی اس کے پہلے بھی بہت دفعہ دیکھی جا چکی تھی یہ بھی اس کی ایک مثال تھی کہ رسول کا فرزند روضہ رسول

سے اس طرح گرفتار کرکے لے جایا جارہا تھا مگر نام ونہاد مسلمانوں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو کسی طرح کی آواز احتجاج بلند کرتا، یہ ۲۰/ شوال ۱۷۹ھ کا واقعہ ہے۔

ہارون نے اس اندیشہ سے کہ کوئی جماعت امام موسی کاظم کو رہا کرانے کی کوشش نہ کرے، دو محملیں تیار کرائیں ایک میں امام موسی کاظم کو سوار کرایا اور اس کی ایک بہت بڑی فوجی جمعیت کے حلقہ میں بصرہ روانہ کیا اور دوسری محمل جو خالی تھی اسے بھی اتنی ہی جمعیت کی حفاظت میں بغداد روانہ کیا مقصد یہ تھا کہ آپ کے محل قیام اور قید کی جگہ کو بھی مشکوک بنا دیا جائے یہ نہایت حسرتناک واقعہ تھا کہ امام کے اہل حرم اور بچے وقت رخصت آپ کو دیکھ بھی نہ سکے اور اچانک محل سرا میں صرف یہ اطلاع پہنچ سکی کہ حضرت سلطنت وقت کی طرف سے قید کرلیے گئے اس سے بیویوں اور بچوں میں کہرام برپا ہوگیا اور یقینا امام کے دل پر بھی اس کا صدمہ ہوسکتا ہے وہ ظاہر ہے مگر آپ کے ضبط وصبر کی طاقت کے سامنے ہر مشکل آسان تھی۔

معلوم نہیں کتنے ہیر پھیر سے راستہ طے کیا گیا تھا کہ پورے ایک مہینہ سترہ روز کے بعد ۷/ ذی الحجہ کو آپ بصرہ پہنچائے گئے ایک سال تک آپ بصرہ میں قید رہے یہاں کا حاکم ہارون کا چچازاد بھائی عیسی بن جعفر تھا، شروع میں تو اسے صرف بادشاہ کے حکم کی تعمیل مد نظر تھی، بعد میں اس نے غور کرنا شروع کیا کہ آخر ان کے قید کئے جانے کا سبب کیا ہے؟ اس سلسلہ میں اس کو امام علیہ السلام کے حالات اور سیرت زندگی اور اخلاق واوصاف کی جستجو کا موقع بھی ملا، اور جتنا اس نے امام کی سیرت کا مطالعہ کیا اتنا اس کے دل پر آپ کی بلندی اخلاق اور حسن کردار کا اثر قائم ہوتا گیا اپنے ان اثرات سے اس نے ہارون

کو مطلع بھی کردیا، ہارون پر اس کا الٹا اثر ہوا کہ عیسی کے متعلق بدگمانی پیدا ہوگئی اس لیے اس نے امام موسی کاظم علیہ السلام کو بغداد میں بلا بھیجا اور فضل بن ربیع کی حراست میں دیدیا اور پھر فضل کا رجحان شیعیت کی طرف محسوس کر کے یحی برمکی کو اس کے لیے مقرر کیا معلوم ہوتا ہے کہ امام موسی کاظم علیہ السلام کے اخلاق واوصاف کی کشش ہر ایک پر اثر ڈالتی تھی اس لیے ظالم بادشاہ کو نگرانوں کی تبدیلی کی ضرورت پڑتی تھی سب سے آخر میں امام علیہ السلام "سندی بن شاہک" کے قید خانہ میں رکھے گئے یہ بہت ہی بے رحم اور سخت دل تھا ملاحظہ ہو (مناقب جلد ۵ ص ۶۸، اعلام الوری ص ۱۸۰، کشف الغمہ ص ۱۰۸، نور الابصار ص ۱۳۶، سوانح امام موسی کاظم ص ۱۵)۔

امام علیہ السلام کا قید خانہ میں امتحان اور علم غیب کا مظاہرہ

علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں آپ ہارون رشید کے قید خانہ کی سختیاں برداشت فرما رہے تھے امام ابو حنیفہ کے شاگرد رشید ابو یوسف اور محمد بن حسن ایک شب قید خانہ میں اس لیے گئے کہ آپ کے بحر علم کی تھاہ معلوم کریں اور دیکھیں کہ آپ علم کے کتنے پانی میں ہیں وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے سلام کیا، امام علیہ السلام نے جواب سلام عنایت فرمایا، ابھی یہ حضرات کچھ پوچھنے نہ پائے تھے کہ ایک ملازم ڈیوٹی ختم کر کے گھر جاتے ہوئے آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہوا کہ میں کل واپس آؤں گا اگر کچھ منگانا ہو تو مجھ سے فرما دیجیے میں لیتا آؤں گا آپ نے ارشاد فرمایا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں، جب وہ چلا گیا تو آپ نے ابو یوسف وغیرہ سے کہا کہ یہ بیچارہ مجھ سے کہتا ہے کہ میں

اس سے اپنی حاجت بیان کروں تاکہ یہ کل اس کی تکمیل و تعمیل کردے لیکن اسے خبر نہیں ، کہ یہ آج رات کو وفات پا جائے گا،ان حضرات نے جو یہ سنا تو سوال وجواب کئے بغیر ہی واپس چلے آئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم ان سے حلال وحرام ، واجب وسنت کے متعلق سوالات کرنا چاہتا تھے "**فاخذ یتکلم معنا علم الغیب**" مگر یہ تو ہم سے علم غیب کی باتیں کررہے تھے اس کے بعدان دونوں حضرات نے اس ملازم کے حالات کا پتہ لگایا، تو معلوم ہوا کہ وہ ناگہانی طور پر رات ہی میں وفات کر گیا یہ معلوم کرکے یہ حضرات سخت متعجب ہوئے (نورالابصار ص ۱۴۶) ۔

علامہ اربلی لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد یہ حضرات پھر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ ہمیں معلوم تھا کہ آپ کو صرف علم حلال وحرام ہی میں مہارت حاصل ہے لیکن قید خانہ کے ملازم نے واضح کردیا، کہ آپ علم المنایااور علم غیب بھی جانتے ہیں آپ نے ارشادفرمایا کہ یہ علم ہمارے لیے مخصوص ہے اس کی تعلیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو دی تھی،اوران سے یہ علم ہم تک پہنچا ہے۔

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی شہادت

علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ جب ہارون رشیدن بصرہ میں ایک سال قید رکھنے کے بعد عیسی ابن جعفروالی بصرہ کو لکھا کہ موسی بن جعفر (امام موسی کاظم) کو قتل کرکے بادشاہ کوان

کے وجود سے سکون دے دیے تواس نے اپنے ہمدردوں سے مشورہ کے بعد ہارون رشید کو لکھا کہ اے بادشاہ امام موسی کاظم علیہ السلام میں میں نے اس ایک سال کے اندر کوئی برائی نہیں دیکھی یہ شب وروز نماز روزہ میں مصروف ومشغول رہتے ہیں عوام اور حکومت کے لیے دعائے خیر کیا کرتے ہیں اور ملک کی فلاح وبہبود کے خواہشمند ہیں بھلا مجھ سے کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں انہیں قتل کرکے اپنی عاقبت بگاڑوں۔

"اے بادشاہ! میں ان کے قتل کرنے میں اپنے انجام اور اپنی عاقبت کی تباہی دیکھ رہا ہوں اور سخت حرج محسوس کرتا ہوں، لہٰذا تو مجھے اس گناہ عظیم کے ارتکاب سے معاف کر بلکہ مجھے حکم دیدے کہ میں انہیں قید مشقت سے رہا کردوں اس خط کے پانے کے بعد ہارون رشید نے اخر میں یہ کام سندی بن شاہک کے حوالہ کیا اور اسی سے آپ کو زہر دلوا کر شہید کرادیا زہر کھانے کے بعد آپ تین روز تک تڑپتے رہے، یہاں تک کہ وفات پاگئے (نورالابصار ص ۱۳۷)۔

علامہ جامی لکھتے ہیں کہ زہر کھاتے ہی آپ نے فرمایا کہ آج مجھے زہر دیا گیا ہے کل میرا بدن زرد ہو جائیگا اور تیسرے سیاہ ہوگا اور اسی دن میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا (شواہد النبوت ص ۱۹۳)۔

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ ہارون رشید نے آپ کو بغداد میں قید کردیا "فلم یخرج من حبسہ الامیتا مقیدا" اور تاحیات قید رکھا آپ کی وفات کے بعد وفات کے بعد ہتھکڑی اور بیڑی کٹوائی گئی آپ کی وفات ہارون رشید کے زہر سے ہوئی جو اس نے ابن شاہک کے

ذریعہ سے دلوایا تھا جب آپ کو کھانے یا خرمہ میں زہر دیا گیا تو آپ تین روز تک تڑپتے رہے یہاں تک کہ انتقال ہو گیا (صواعق محرقہ ۱۳۲، ارجح المطالب ص ۴۵۴)

علامہ ابن الساعی علی بن انجب بغدادی لکھتے ہیں کہ آپ کو زہر سے انتہائی مظلومی کی حالت میں شہید کر دیا گیا (اخبار الخلفاء) علامہ ابوالفداء لکھتے ہیں کہ قید خانہ رشید میں آپ نے وفات پائی (ابوالفداء جلد ۲ ص ۱۵۱)، علامہ دیار بکری لکھتے ہیں کہ آپ کو ہارون رشید کے حکم سے یحی بن خالد برمکی

وزیر اعظم نے خرمہ میں زہر دے کر شہید کر دیا (تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۳۲۰)۔

علامہ جامی لکھتے ہیں کہ آپ کو ہارون رشید نے بغداد میں لا کر تا عمر قید رکھا آخر میں اپنے وزیر اعظم یحی برمکی کے ذریعہ سے قید خانہ میں زہر دلوایا اور آپ وفات پا گئے (شواہد النبوت ص ۱۹۳)۔

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ آپ کو کئی مرتبہ زہر دیا گیا لیکن آپ ہر بار محفوظ رہے ایک مرتبہ آپ نے وہ خرمہ اٹھا کر جس میں زہر تھا زمین پر پھینک دیا جسے ہارون کے کتے نے کھا لیا اور وہ مر گیا کتے کے مرنے کی خبر سے ہارون رشید کو شدید رنج ہوا اور اس نے خادم سے سخت باز پرس کی (جلاء العیون ص ۲۷۶)۔

تعداد اولاد

صواعق محرقہ میں ہے کہ آپ کے ۳۷ اولاد تھی۔